تقریر

تقریر بابت انسانیت
وقت 5-7 منٹ

بنی نوع انسان سے ہمدردی اور خدمت انسانیت

(حضرت مسیح موعودؑ کے پاک کلمات اور ارشادات کے آئینہ میں)

(تقریر نمبر1)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ (التوبۃ:128)

یعنی یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسم ہمیں راہم

یعنی میرا مقصد و مطلوب و تمنا مخلوق کی خدمت کرنا ہے۔ یہی میرا کام ہے۔ یہی میرا ایمان ہے۔ یہی میری عادت ہے۔ یہی میرا طریقہ کار ہے۔

معزز سامعین! آج مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک کلمات اور ارشادات کے آئینہ میں بنی نوع انسان سے ہمدردی اور خدمت انسانیت بیان کرنی ہے۔

مذہب اسلام جس کی پیروی کا ہمیں شرف حاصل ہے ہر اعتبار سے یہ سب سے کامل اور مکمل مذہب ہے اس عظیم الشان مذہب کی تعلیمات کا خلاصہ بیان کیا جائے تو وہ یہ ہے: حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ اوپر دی گئی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ دینِ اسلام میں حقوق العباد ادا کرنے کے تعلق سے قرآن مجید کا کتنا واضح اور خوبصورت ارشاد ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے مختصر اور جامع رنگ میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بیان فرمادیا ہے۔

آج کے دَور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اعلیٰ اخلاق اور اعمال کے ذریعہ بنی نوع انسان کی بے لوث خدمت کی۔ آپ علیہ السلام نے بنی نوع انسان کی خدمت کے واسطے اپنی زندگی وقف کردی اور بلا لحاظ مذہب و ملّت انسانیت کی خدمات بجالاتے رہے۔ آپؑ نے اپنے ماننے والوں کو بھی یہ پاکیزہ تعلیم دی کہ:

”ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اس کے چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے… مَیں حَلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے کوئی دشمنی نہیں۔ ہاں جہاں تک ممکن ہے ان کے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں اور اگر کوئی گالیاں دے تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے نہ کسی اور عدالت میں اور با ایں ہمہ نوع انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔“

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 28)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے جو دس شرائط بیعت مقرر فرمائیں اُن میں سے ایک شرط خدمت خلق سے تعلق رکھتی ہے۔ آپؑ بیعت کی شرط نہم میں فرماتے ہیں:

”عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔“

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889ء)

اسی طرح آپؑ اپنی کتاب پیغام صلح میں ہندوستان کی دو بڑی قوموں مسلمانوں اور ہندوؤں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

"ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں اور دین و دنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں اور ایسی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضاء بن جائیں۔ اے ہموطنو! وہ دین، دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو اور نہ وہ انسان، انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔"

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 439)

سامعین! اِسی مضمون کو آپؑ نے ایک اور مقام پر یوں بیان فرمایا ہے۔

"اصل بات یہ ہے کہ ہمارے دوستوں کا تعلق ہمارے ساتھ اعضاء کی طرح سے ہے اور یہ بات ہمارے روزمرہ کے تجربہ میں آتی ہے کہ ایک چھوٹے سے چھوٹے عضو مثلاً انگلی ہی میں درد ہو تو سارا بدن بے چین اور بے قرار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ٹھیک اسی طرح ہر وقت اور ہر آن مَیں ہمیشہ اسی خیال اور فکر میں رہتا ہوں کہ میرے دوست ہر قسم کی آرام و آسائش سے رہیں۔ یہ ہمدردی اور یہ غم خواری کسی تکلّف اور بناوٹ کی رو سے نہیں، بلکہ جس طرح والدہ اپنے بچوں میں ہر واحد کے آرام و آسائش کے فکر میں مستغرق رہتی ہے خواہ وہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں۔ اسی طرح مَیں للّٰہی دلسوزی اور غم خواری اپنے دل میں دوستوں کے لئے پاتا ہوں اور یہ ہمدردی کچھ ایسی اضطراری حالت پر واقع ہوئی ہے کہ جب ہمارے دوستوں میں سے کسی کا خط کسی قسم کی تکلیف یا بیماری کے حالات پر پہنچتا ہے تو طبیعت میں ایک بے کلی اور گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے اور ایک غم شامل حال ہو جاتا ہے اور جوں جوں احباب کی کثرت ہوتی جاتی ہے اسی قدر یہ غم بڑھتا جاتا ہے اور کوئی وقت ایسا خالی نہیں رہتا جب کہ کسی قسم کا فکر اور غم شامل حال نہ ہو، کیونکہ اس قدر کثیر التعداد احباب میں سے کوئی نہ کوئی، کسی نہ کسی غم اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کی اطلاع پر ادھر دل میں قلق اور بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ مَیں نہیں بتلا سکتا کہ کس قدر اوقات غموں میں گزرتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی ہستی ایسی نہیں جو ایسے ہموم اور افکار سے نجات دیوے اس لئے مَیں ہمیشہ دعاؤں میں لگا رہتا ہوں اور سب سے مقدم دعا یہی ہوتی ہے کہ میرے دوستوں کو ہموم اور غموم سے محفوظ رکھے، کیونکہ مجھے تو ان کے ہی افکار اور رنج غم میں ڈالتے ہیں اور پھر یہ دعا مجموعی ہیئت سے کی جاتی ہے کہ اگر کسی کو کوئی رنج اور تکلیف پہنچی ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کو نجات دے۔ ساری سرگرمی اور پورا جوش یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کروں۔ دعا کی قبولیت میں بڑی بڑی اُمیدیں ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 66۔ ایڈیشن 1988ء)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور مَیں نماز میں مصروف ہوں، میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جائے تو مَیں چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جائے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لیے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔ اپنے تو درکنار مَیں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو۔ لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 305۔ ایڈیشن 1988ء)

پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے۔ میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا ہے جو حقوق اللہ کے پہلو کو تقویت دیتا ہے۔ جو شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بھائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ نمائش اور نمود کے لئے جو اخلاق برتے جائیں وہ اخلاق خدا تعالیٰ کے لئے نہیں ہوتے اور ان میں اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اس طرح پر تو بہت سے لوگ سرائیں وغیرہ بنا دیتے ہیں۔ ان کی اصل غرض شہرت ہوتی ہے اور اگر انسان خدا تعالیٰ کے لئے کوئی فعل کرے تو وہ خواہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اُسے ضائع نہیں کرتا اور اس کا بدلہ دیتا ہے۔ مَیں نے تذکرۃ الاولیاء میں پڑھا ہے کہ ایک ولی اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بارش ہوئی اور کئی روز تک رہی۔ ان بارش کے دنوں میں مَیں نے دیکھا کہ ایک اسّی برس کا بوڑھا گبر ہے جو کوٹھے پر چڑیوں کے لیے دانے ڈال رہا ہے۔ مَیں نے اس خیال سے کہ کافر کے اعمال حبط ہو جاتے ہیں، اس سے کہا کہ کیا تیرے اس عمل سے تجھے کچھ ثواب ہو گا؟ اس گبر نے جواب دیا کہ ہاں ضرور ہو گا۔ پھر وہی ولی اللہ بیان

کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جو مَیں حج کو گیا تو دیکھا کہ وہی گبر طواف کر رہا ہے۔ اس گبر نے مجھے پہچان لیا اور کہا کہ دیکھو! اُن دانوں کا مجھے ثواب مل گیا یا نہیں؟ یعنی وہی دانے میرے اسلام تک لانے کا موجب ہو گئے۔"

(ملفوظات جلد4 صفحہ 216 ایڈیشن 1988ء)

سامعین! آپ پھر احبابِ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجالاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں! بلکہ مذہب اُس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہو گی بجز اِس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ! مَیں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدردِ نوع انسان ہو جاؤ۔"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 14)

پھر فرمایا:

"پھر مَیں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بھائیوں کے لئے کچھ بھی ہمدردی نہیں۔ اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا توجہ نہیں کرتا اور اس کی خبر گیری کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں ہے تو اتنا نہیں کرتے کہ اس کے لئے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبر گیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کر لو تا کہ اسے بھی دے سکو۔ اب کیا ہوتا ہے اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں، لیکن اس کی کچھ پرواہ نہیں۔ یہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گھر کے پاس رہتا ہو۔ بلکہ جو تمہارے بھائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں خواہ وہ سو کوس کے فاصلے پر بھی ہوں۔"

(ملفوظات جلد4 صفحہ 215۔ ایڈیشن 1988ء)

بنی نوع انسان سے محبت کا جذبہ آپ کے دل میں ایسا موجزن تھا جس کو الفاظ میں ادا کرنا مشکل ہے۔ آپ علیہ السلام اپنے اس جذبہ محبت کو یوں بیان فرماتے ہیں:

"دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ مَیں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر مَیں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بد عملی اور ناانصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔"

(اربعین روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 344)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"سورۃ فاتحہ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے پیش کی ہے اور اس میں سب سے پہلی صفت ربّ العالمین بیان کی ہے جس میں تمام مخلوقات شامل ہے۔ اسی طرح پر ایک مومن کی ہمدردی کا میدان سب سے پہلے اتنا وسیع ہونا چاہئے کہ تمام چرند پرند اور کل مخلوق اس میں آجاوے۔ پھر دوسری صفت رحمٰن کی بیان کی ہے جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ تمام جاندار مخلوق سے ہمدردی خصوصاً کرنی چاہئے اور پھر رحیم میں اپنی نوع سے ہمدردی کا سبق ہے۔ غرض اس سورۃ فاتحہ میں جو اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی گئی ہیں یہ گویا خدا تعالیٰ کے اخلاق ہیں جن سے بندہ کو حصہ لینا چاہیے اور وہ یہی ہے کہ اگر ایک شخص عمدہ حالت میں ہے تو اس کو اپنی نوع کے ساتھ ہر قسم کی ممکن ہمدردی سے پیش آنا چاہیے۔ اگر دوسرا شخص جو اس کا رشتہ دار یا عزیز ہے۔ خواہ کوئی ہے اس سے بیزاری نہ ظاہر کی جاوے اور اجنبی کی طرح اس سے پیش نہ آئیں بلکہ ان حقوق کی پرواہ کریں جو اس کے تم پر ہیں۔ اس کو پورا کرنا چاہئے۔"

(ملفوظات جلد2 صفحہ 262۔ ایڈیشن 1988ء)

آپ علیہ السلام نے ایک موقع پر خدا تعالیٰ کی راہ میں زندگی کے وقف کی دو صورتیں بیان کرتے ہوئے دوسری قسم کے بارہ میں فرمایا:

”دوسری قسم اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کی یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی اور چارہ جوئی اور بار برداری اور سچی غمخواری میں اپنی زندگی وقف کر دی جاوے۔ دوسروں کو آرام پہنچانے کیلئے دکھ اٹھاویں اور دوسروں کی راحت کے لئے اپنے پر رنج گوارا کر لیں۔“

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 60)

آپؑ فرماتے ہیں:

”خلق کی خدمت اس طرح سے کہ جس قدر خلقت کی حاجات ہیں اور جس قدر مختلف وجوہ اور طریق کی راہ سے قسام ازل نے بعض کو بعض کا محتاج کر رکھا ہے ان تمام امور میں محض للہ اپنی حقیقی اور بے غرضانہ اور سچی ہمدردی سے جو اپنے وجود سے صادر ہو سکتی ہے ان کو نفع پہنچاوے اور ہر یک مدد کے محتاج کو اپنی خداداد قوت سے مدد دے اور ان کی دنیا و آخرت دونوں کی اصلاح کیلئے زور لگاوے۔“

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 61-62)

سامعین! جن دنوں پنجاب میں طاعون کا دَور دورہ تھا اور بے شمار لوگ اس موذی مرض سے مر رہے تھے۔ آپ علیہ السلام کے جذبہ ہمدردی کی وجہ سے کیا حالت تھی اس بارہ میں حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے آپ علیہ السلام کو علیحدگی میں دعا کرتے سنا اور یہ نظارہ دیکھ کر محو حیرت ہو گئے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

”اِس دعا میں آپؑ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پِتّہ پانی ہوتا تھا اور آپؑ اِس طرح آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کر رہے تھے کہ جیسے کوئی عورت دردِزہ سے بے قرار ہو۔ مَیں نے غور سے سنا تو آپؑ مخلوق خدا کے واسطے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دعا فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ الٰہی! اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔“

(سیرت طیبہ صفحہ 54 بحوالہ سیرت مسیح موعود علیہ السلام شمائل و اخلاق حصہ سوم صفحہ 395 مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانیؓ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور علیہ السلام کے اِن تمام ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(اِس تقریر کا کچھ حصہ مکرم نصیر احمد عارف صاحب آف قادیان کے ایک مضمون سے لیا گیا ہے)